



## سوال

(248) قربانی کے چار دن ہیں

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض لوگ صرف 12 ذوالحجہ تک قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک قربانی کے صرف تین دن ہیں، آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح فیصلہ تحریر فرمائیں، جزاکم اللہ؟  
(حکیم محمد دین، سعد اللہ پور، ضلع گوجرانوالہ براہ و نیکیے تارٹ)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس بارے میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی صحیح معنی میں قربانی وہی ہوگی جو نماز عید ادا کرنے کے بعد ذبح کی جائے اور جو قربانی نماز عید ادا کرنے سے پہلے ذبح کی جائے گی وہ قربانی جائز نہیں ہوگی جیسے کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔

(عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوة فلیعد۔ الخ)

"حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔"

(عن جندب بن سفیان قال شہدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر فخال من ذبح قبل الصلوة فلیعد مکاتھا آخری) (صحیح بخاری: ص 834 ج 2)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز ادا کرنے سے پہلے قربانی ذبح کرتا ہے، وہ دوبارہ قربانی دے۔"

رہی یہ بات کہ قربانی کتنے دن تک ذبح کی جاسکتی ہے اور یہی مسئلہ آج کی صحبت میں ہمارے مقالہ کا عنوان ہے۔ چنانچہ اس میں علمائے شریعت کا اختلاف ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(وفی ہذہ المسئلۃ اربعۃ اقوال احبہا ان وقت الذبح یوم الاضحی وثلاثۃ ایام بعدہ مستقول عن علی والثانی ان وقت الذبح یوم النحر وایمان بعدہ وہذا مذہب احمد و مالک و ابی حنیفہ رحمہم اللہ والثالث ان وقت النحر یوم واحد وهو مستقول عن ابن سیرین والرابع یوم واحد فی الامصار وثلاثۃ ایام فی منی لانہا ہنک اعمال المناسک من الرمی والطواف والحلق) (زاد المعاد: ص 247 ج 1)

"قربانی کے آخری وقت میں چار اقوال ہیں: پہلا یہ ہے کہ قربانی یوم نحر سے لے کر 13 ذوالحجہ تک ذبح کرنی جائز ہے، جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مستقول ہے۔ دوسرا



قول یہ ہے کہ قربانی کا جانور صرف بارہ ذوا الحجہ تک ذبح کرنا جائز ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ کے علاوہ صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ قربانی صرف 10 ذوا الحجہ کے دن ہی کرنی چاہیے۔ جیسے امام ابن سیرین کا خیال ہے جو تھا قول اس طرح ہے کہ سعید بن جبیر اور جابر بن زید کہتے ہیں کہ شہری لوگوں کے لئے صرف 10 ذوا الحجہ کا دن ہے اور اہل منیٰ کو 12 ذوا الحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ "کیونکہ حجاج کرام مناسک حج، یعنی رمی، حمار، حجامت اور طواف زیارت جیسے فرائض میں مصروف ہوتے ہیں۔

حالانکہ ایک پانچواں قول بھی ہے اور وہ یہ کہ قربانی ایک نیک کام ہے جو آخر ذوا الحجہ تک جائز ہے۔ یہ امام ابن حزم کا خیال ہے۔ اب ہم ان تمام اقوال پر علیحدہ علیحدہ تبصرہ کرتے ہیں:

پانچواں قول کہ قربانی آخر ذوا الحجہ تک کرنی جائز ہے، صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کی تائید میں کوئی مرفوع روایت وارد نہیں ہے۔ ہاں، ایک مرسل روایت ذکر کی جاتی ہے اور مرسل روایت محدثین کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ نزہتہ النظر، تدریب الراوی اور کفایہ بغدادی میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ جب صحیح مرفوع حدیث موجود ہو تو محدثین کے علاوہ خود وہ لوگ جن کے نزدیک مرسل حدیث حجت ہوتی ہے، اسے حجت نہیں ملتے، البتہ اس قول کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مسند احمد کے حوالہ سے ابوامامہ کی ایک روایت نقل کی ہے:

(کان المسلمون یشتري احدهم الاضحية فيستمنوا ويذبحونها في آخر ذبي الحجة قال احمد بن ابي حنيفة عجيبة) (فتح الباري شرح صحيح البخاري: ص 325، پارہ 23)

کہ بعض صحابہ کرام جانور خرید کر ان کو خوب موٹا بنا کر ذبح کرتے اور ذوا الحجہ کے آخر میں ذبح کرتے۔

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت عجیب قسم کی ہے اور جب یہ خود ہی عجیب ہے تو پھر مرسل کی مؤید کیسے بن سکتی ہے؟

جو تھا قول بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اہل امصار اور اہل منیٰ کی جو تقسیم روارکھی گئی ہے، ہمیں اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

اور تیسرا قول تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہ قرآن مجید کی نص کے خلاف ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَيَذِكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيّامٍ مّ معلومت علی ما رزقتم من بيوت الا انعم ۲۸ ... سورة الحج

"ایام معلومات میں قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔"

اور لفظ ایام جمع ہے، لہذا معلوم ہوا کہ خود قرآن مجید میں قربانی کے لئے متعدد ایام کا ذکر موجود ہے۔ لہذا یہ قول صریح طور پر قرآن کے خلاف اور نہایت غلط ہے۔

اب رہا دوسرا قول کہ قربانی عید کے دن سے لے کر بارہ ذوا الحجہ تک کرنی جائز ہے اور اس کے بعد جائز نہیں۔ گویا یہ قول بھی درجہ صحت سے گرا ہوا ہے، تاہم حنفیہ اور مالکیہ اس کی تائید میں چند آثار پیش کرتے ہیں۔

1- (عن علی النخعي ثلاثه ايام - الخ)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قربانی تین دن ہے۔"

یہ قول صحیح نہیں، کیونکہ اس کی سند میں ابن یعلیٰ اور منہال نامی دو راوی ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں کہ ابن ابی یعلیٰ سنی السلف ہے اور منہال متکلم فیہ ہے۔ (محلّی ابن حزم، ص 377، ج 7) بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے 13 ذوا الحجہ تک قربانی ذبح کرنے کا جواز مستقول ہے جسے ہم آگے نقل کر رہے ہیں۔



2- (مالک بن ماعز و ماعز بن مالک ان اباه سمع عمر یقول انما النحر فی هذا الثلاثة ایام) (محلّی ابن حزم، ص 377، ج 7)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قربانی صرف تین دن جائز ہے۔

مگر حافظ ابن حزم فرماتے ہیں :

(عن عمر بن طریق مجول عن ابیہ مجول)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں استاد شاگرد، یعنی باپ بیٹا دونوں مجول ہیں۔ (حوالہ مذکور)

3- (عن ابی حمزہ عن حرب عن ابن عباس قال ایام النحر ثلاثة ایام)

کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں۔

مگر یہ قول بھی صحیح نہیں، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

(فیہ ابو حمزہ وہو ضعیف)

کہ اس روایت کا ایک راوی ابو حمزہ ضعیف ہے۔

4- (عن اسماعیل بن عیاش عن عبد اللہ بن نافع عن نافع عن ابن عمر: ألاضحی یوم النحر ولومان بعدہ) (محلّی ابن حزم)

کہ قربانی 12 ذوالحجہ تک ہے۔

لیکن یہ قول بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش اور عبد اللہ بن نافع دونوں ضعیف راوی ہیں۔ (کما قال الامام علی بن حزم فی کتابہ المحلی ج 7 ص 377)

5- (عن انس ألاضحی ثلاثة ایام)

کہ قربانی تین دن تک ہے۔

اگرچہ امام ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے، مگر اس سے دلیل نہیں لی جاسکتی، کیونکہ یہ ان کی اپنی رائے ہے اور دلیل کے لئے مرفوع حدیث درکار ہوتی ہے۔

ان آثار کے علاوہ حنفیہ کی طرف سے یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ لہماعی ہے۔ مگر ان کا یہ دعویٰ دلیل سے کور ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں :

(وان کان ہذا لہماعا فہذا خلفہ، عطاء و عمر بن عبد العزیز و الحسن البصری و الزہری و ابو مسلمة بن عبد الرحمن و سلیمان بن یسار آلہ لہماع، واف لکل لہماع خرج عنہ ہولاء) (محلّی ابن حزم

ص 378، ج 7)

کہ لہماع کا دعویٰ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے، کیونکہ امام عطاء، عمر بن عبد العزیز، حسن بصری، ابو شہاب زہری، ابو مسلمہ اور سلیمان جیسے نامور ائمہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور ایسا لہماع قابل رحم ہے جس کے مخالفت ایسے لوگ ہوں۔



اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اس روایت کو مشہور محقق حنفی حافظ ذیلیعی نے بھی غریب جدا کہا ہے۔ چنانچہ نصب الرأیہ (ص 213، ج 4) میں ہے :

(روی عن عمرو علی وابن عباس انهم قالوا ایام النہر ثلاثہ افضلما او ما قلت غریب جدا)

لہذا یہ اقوال خود حنفیہ کے ہاں بھی قابل استدلال اور لائق اختیار نہیں ہیں۔ ان چار اقوال پر بحث کرنے کے بعد اب پہلا قول کہ قربانی عید کے دن سے لے کر 13 ذوالحجہ تک ذبح کرنی جائز ہے، باقی رہ جاتا ہے۔ لہذا اب اس پر مفصل بحث کی جاتی ہے۔

ہمارے نزدیک دلائل کی روشنی میں یہ قول اصح اور اثبت ہے، کیونکہ احادیث حسنہ کے ساتھ ساتھ جمہور اہل علم کی بھی یہی رائے ہے۔

1- (عن جعیر بن مطعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل فجاج منی منحر وکل ایام التشریق ذبح) (موارد النظم الی زوائد ابن حبان : ص 249)

کہ منی کی ہر گلی منحر ہے اور پورے ایام تشریق میں قربانی کرنا جائز ہے۔ اس حدیث کو امام دارقطنی نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند یہ ہے :

(سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن دینار عن نافع بن جعیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم) (نیل : ص 216، ج 5)

اس روایت کو حافظ بیہقی اور محدث ابن عدی نے بھی نقل کیا ہے۔ مگر ابن عدی کی روایت میں ایک راوی معاویہ بن یحییٰ صوفی ضعیف ہے۔ محدث بزار، اور محدث ابن حاتم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے جیسے کہ نصب الرأیہ (ص 213، ج 4) میں ہے۔ لیکن ان تمام طرق کو علامہ ذیلیعی اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے منقطع قرار دیا ہے، مگر ان کی یہ جرح درخواعتنا اور اعتبار کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبارت یہ ہے :

(وجہ الجہور حدیث جعیر بن مطعم رحمہ، کل فجاج منی منحر وکل ایام التشریق ذبح اخرجہ احمد لکن فی اسنادہ انقطاع ووصلہ الدار قطنی ورواہ ثقات) (فتح الباری : ص 345 پارہ 23)

جعیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جمہور اہل علم کی دلیل ہے کہ ایام تشریق میں قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ مگر اس کی سند میں انقطاع ہے اور امام دارقطنی نے اسے موصول بیان کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور جب اس روایت کو محدث ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کر دیا ہے تو پھر اس انقطاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مزید برآں امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی محدث ابن حبان کی روایت کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (نیل الاوطار : ص 216 ج 5)

نیز خود محقق علامہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ایک حضرت جعیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اور دوسرے اسامہ بن زید سے اور اسامہ بن زید عن عطار عن جابر سے بھی روایت کیا ہے اور اسامہ بن زید والی روایت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ (زاد المعاد : ص 247 ج 1)

(قال یعقوب بن سفیان اسامہ بن زید عند اہل المدینۃ ثقہ مامون)

اہل مدینہ کے نزدیک اسامہ قابل اعتماد اور مامون راوی ہے۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ خود حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک بھی 13 ذی الحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ چنانچہ 12 ذی الحجہ تک قربانی کرنے والوں کی طرف سے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

(فاما نہیم عن ادخار لحوم الاضاحی فوق ثلاث فلایدل علی ان ایام الذبح ثلاثہ فقط لان الحدیث دلیل علی نھی الذان ان یدخر شینا فوق ثلاثہ ایام من یوم ذبحہ فلو اخر الذبح الی ایوم الثالث البازلہ الاذکار وقت النہی ینہ وین ثلاثہ ایام)

"کہ تین دن سے زیادہ مدت تک گوشت کا ذخیرہ کرنے کے متعلق جو امتناعی حکم ہے، وہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قربانی صرف تین دن تک ہے کیونکہ اگر قربانی تیسرے دن ذبح کی جائے تو تین دن سے زائد ایام تک گوشت کو ذخیرہ کر لینا جائز ہوگا۔"



جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے، جیسا کہ فتح الباری کے حوالہ سے اوپر لکھا جا چکا ہے :

(قال علی بن ابی طالب ایام النحر یوم الاضحیٰ وثلاثہ ایام بعدہ وہو مذہب امام اہل البصرۃ الحسن و امام اہل مکہ عطاء بن ابی رباح و امام اہل الشام الاوزاعی و امام فقہاء اہل حدیث الشافعی رحمہ اللہ و اختارہ ابن المنذر) (زاد المعاد: ص 246 ج 1)

"کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک 13 ذی الحجہ تک قربانی ذبح کرنی جائز ہے۔ بصرہ کے امام حسن رحمہ اللہ مکہ معظمہ کے امام عطاء رحمہ اللہ، شام کے امام اوزاعی اور سرخیل فقہاء اہل حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور اسی مذہب کو حضرت ابن المنذر جیسی شخصیت نے پسند فرمایا ہے۔ نووی شرح مسلم میں ہے :

(فتاویٰ الشافعی یوم النحر و ایام التشریق ثلاثہ بعدہ و من قال بہذا علی بن ابی طالب و جیر بن مطعم و ابن عباس و عطاء و الحسن البصری و عمر بن عبدالعزیز و سلیمان بن موسیٰ الاسدی فقیہ اہل الشام مکحول و داؤد الظاہری و قال سعید بن جیر لائل القرظی یوم النحر و ایام التشریق) (نووی: ص 153، 2، نیل الاوطار: ص 216 ج 5)

"یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عید کے دن اور عید کے تین دن بعد ایام تشریق میں بھی قربانی ذبح کرنی جائز ہے، اور یہی قول ہے حضرت علی بن طالب، جیر بن مطعم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم، تابعین میں سے حضرت حسن بصری، عطاء، عمر بن عبدالعزیز، حضرت سلیمان، حضرت مکحول، امام داؤد الظاہری اور سعید بن جیر کا اور امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہم کا بھی اسی طرف رجحان ہے۔

اس طرح حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب الاختیارات میں لکھا ہے کہ آخر وقت :

(ذبح الاضحیۃ آخر ایام التشریق وہو مذہب الشافعی و احد قولی احمد) (الاعتصام: 28 فروری ص 69)

قربانی کے ذبح کرنے کا ایام تشریق کا آخری دن۔

اس قول کی تائید عقبہ بن عامر کی اس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے :

(ایام التشریق ایام اکل و شرب) (تحفۃ الاحوذی: ص 63، ج 2)

"ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔"

چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

(ولان الثلاثہ تنخص بکونہا ایام منیٰ و ایام رمی و ایام التشریق و یحرم صیامہا فی انحوتہ فی ہذہ الاحکام فکیف تفترق فی جواز الذبح بغیر نص ولا لجماع و روی من وجہین مختلفین یشد احدهما الآخر) (زاد المعاد: ص 294، ج 1)

یعنی جب یہ تینوں دن ایام منیٰ، ایام رمی، ایام تشریق (گوشت کوشنا) کے ساتھ منخص ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ پس یہ ایام جب ان احکام میں برابر ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ نص اور لجماع کے بغیر ایام تشریق میں قربانی ذبح کرنے پر قدغن اور پابندی عائد کر دی جائے۔

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قول کی تائید میں ایسی دو حدیثیں بھی ثابت ہیں، جو ان ایام میں ذبح کے جواز میں قابل استدلال ہیں اور وہ دونوں روایتیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ایک تو حضرت جیر بن مطعم کی اور دوسری اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر کی روایت ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کی تائید فرمائی ہے اور اسے راجح قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :



ایام معلومات سے مراد ایام معدودات ہیں، اور ایام معدودات یہ ہیں :

(الایام المعدودات ثلاثه ایام بعد یوم النحر وبذا السناد صحیح) (تفسیر ابن کثیر: ص 576، سورۃ الحج)

"ایام معدودات سے مراد عید کا دن اور ایام تشریق مراد ہیں۔"

امام محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ اس بحث کے آخر میں ان تمام اقوال پر محاکمہ کرنے کے بعد اپنا قول فیصلیوں رقم فرماتے ہیں:

(فیہذہ ثمنۃ مذاہب ارجھا المذہب الاول للاحادیث الذکورۃ فی الباب وہی یقوی بعضہا بعضا) (نیل الاوطار ص 216 ج 5)

کہ ان پانچوں مذاہب میں سے پہلا مذہب کہ قربانی عید کے دن سے لے کر 13 ذی الحجہ تک جائز ہے از روئے احادیث ارجح اور اثبت ہے اور اس باب میں مذکورہ احادیث قابل استدلال ہیں۔

فیصلہ :- بہر حال 13 ذی الحجہ کے سورج کے غروب سے پہلے پہلے قربانی ذبح کرنی جائز ہے اور یہ قربانی صحیح اور درست ہوگی، بدعت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

بذما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 620

محدث فتویٰ